گئے دور کا فسانہ

میں شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ اردو زبان کا سب سے بڑا خطیب ایک بوسیدہ مکان کے ملبہ میں اپنے بڑھاپے کی فراٹے بھرتی ہوئی عمر گزار رہا ہے۔

شاہ جی نے کھجور کی چٹائی پر اپنے ماتھے کی تھکی ہاری شکنیں بکھیرتے ہوئے جو کچھ کہا میں نے اس خوبصورت گفتگو کو اشعار کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔(شورش کاشمیری)

ہمارا ذکر گئے دور کا فسانہ ہوا
لگا کے آگ ہمیں کارواں روانہ ہوا
کبھی مصائبِ منزل سے آشنائی کی
کبھی نوشتۂ تقدیر قید خانہ ہوا
ہر ایک موج بھر رنگ ہم کلام ہوئی
ہر ایک پھول بھر شاخ آشیانہ ہوا
یہ ایک بات زباں قلم تک آپہنچی
یہ ایک حرفِ دلآویز محرمانہ ہوا
ہوا کہ دوش پہ اڑ تا رہا کلامِ خطیب
اگرچہ گوش بر آواز یہ زمانہ ہوا
اٹھے تو شاخِ چمن سے کہانیاں اٹھیں
گئے تو برق کا مرہون آشیانہ ہوا
ہم ایسے لوگ بھلا کس سے آشنا ہوتے؟
ہوا تو گردشِ دوراں سے دوستانہ ہوا

(شورش کاشمیری)